یوم عید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر ولله الحمد

یہ آج ہے کیا، صبح ہی صبح تکبیر کی صدائیں، دھیمے سروں میں، میٹھے بولوں میں، ہر طرف سے کانوں میں چلی آ رہی ہیں اور مسلمان ہیں کہ ٹولیوں کی ٹولیاں بنائے، نہائے دھوئے، بنے سنورے، عطر لگائے، بوڑھے اور جوان، بچے و بچیاں، امیر و غریب سب ادھر سے ادھر رواں ہیں؟ ہے یہ کہ آج عید ہے سال کے دو بڑے اسلامی تہواروں میں سے پہلا تہوار اور مسلمان اسی کا جشن منانے نکلا ہے لیکن یہ کیسا جشن اور تہوار ہے، دنیا جہان کے جشنوں اور میلوں سے نرالا کہ ناچ، مجرا، راگ نہ باجا، اس زبانوں پر حمد کے زمزمے اور ہونٹوں پر توحید کے نغمے! جی ہاں، اللہ کے ان بندوں کی شریعت کے مزاج ہی میں بانکپن ہی کچھ ایسا ہے!

ابھی کل شام تک تو رمضان ہی تھا۔ ہر گیارہ مہینے کے بعد ایک پورا مہینہ بھوک اور پیاس کا، صبر و ضبط کا، اس میں چاہے مئی ہو یا جون نور کے تڑکے سے لے کر شام کے جھٹ پٹے تک ۱۵، ۱۵ گھنٹے تک پیاس کو روکے رہے، چاہے ہونٹوں پر پیڑیاں اور زبان میں کانٹے پڑ جائیں پانی کا ایک قطرہ بھی حلق کے اندر نہ جانے دیجئے اور پھر رات جب آ جائے تو بجائے خواب غفلت میں پڑ جانے کے نمازیں اور زیادہ پڑھیئے۔ تو ابھی کل تک تو مہینہ ہی عبادت و ریاضت کا تھا۔ رات کو مسجدیں تراویح سے گونجتی رہتی تھیں اور آج صبح جو ہوئی تو اس ماہ مبارک کے حسن خاتمہ کی خوشی میں سڑکیں اور گلیاں تک کلمہ کی صداؤں سے گونجنے لگیں عبادت تو خیر عبادت ہوتی ہے یہاں جشن مسرت بھی سراسر عبادت چشم مستے عجبے زلف درازے عجبے اور ان تکبیروں میں جاہ و جلال کی گرمی نہیں، یکسر شان جمال کی نرمی! زبانوں پر عبدیت کے زمزمے اور ہونٹوں پر عبودیت کے نغمے اس سن دھن سے مسلمان چلا ہے نماز پڑھنے۔ اس حال میں کہ کچھ نہ کچھ تحفہ اپنے مال

سے بھی دوسروں کی نذر کر چکا ہے اور دیکھ چکا ہے اس کے علم میں اس کی بساط بھر اڑوس پڑوس بلکہ محلے میں کوئی نادار آج بھوکا نہ رہنے پائے گا۔ بستی کے باہر سب مسلمان ایک جگہ نماز پڑھیں گے۔ بڑے اور چھوٹے' خادم اور مخدوم' زردار اور نادار' محمود و ایاز' راجا اور پرجا' سب صف بہ صف کھڑے ہوں گے اور ایک اللہ اکبر کی آواز پر ایک ہاتھ باندھیں گے' ایک ساتھ سلام پھیریں گے اور دو رکعت نماز کے بعد امام کی زبان سے خطبہ سنیں گے۔ کچھ دعائیں' کچھ احکام' کچھ کام کی باتیں' کچھ روزہ داروں کیلئے بشارتیں' اس کے بعد آپس میں گلے ملیں گے اور خوش خوش گھر واپس ہوں گے اور شیر خرما اور میٹھی سویاں پئیں گے۔ عزیزوں دوستوں اور گھر والوں کو پلائیں گے اور اسی میں شام ہو جائے گی۔

عید گاہ کے اندر روحانی نعمتوں کا جو خزانہ لٹایا جا رہا ہے اسے چھوڑ کر ذرا باہر آیئے۔ یہ باہر دل آویزیاں اندر کی دلکشی سے کچھ کم نہیں ہوتیں' بہ قول شخصے کم نہیں کچھ دل کشی میں ناز سے رنگ نیاز۔

دکانیں ہر طرح کی لگی ہوئی' کہنا چاہیے کہ پورا بازار سجا ہوا اور کھانے پینے کی تو ہمہ نعمت موسم و فصل کی رعایت سے موجود۔ ادھر چائے کے گرما گرم سماوار ہیں کہ دل و دماغ تک اپنی ٹھنڈک پہنچائے دیتی ہیں۔ ادھر حلوائی صاحب تھال پر تھال وہ لذیذ و خوش رنگ مٹھائیوں کے جمائے ہوئے ہیں کہ ایک بار نظر ان پر پڑ جائے تو شاید وہیں جم کر رہ جائے اور بے شیر و شکر بنے واپس نہ آئے۔ ادھر کبابیوں کے ہاں سے خوشبوئیں آ رہی ہیں اور سرخ سرخ سیخیں وہ منظر دکھلا رہی ہیں کہ صبر کرنے والوں کے دل خود کباب ہوئے جا رہے ہیں۔ پھر کھلونے والے اور پھل والے ایک سے بڑھ کر ایک' بچوں اور بڑوں کے دل بہلانے والے...... دین' دنیا کے ساتھ' جنت کے سودے کے ساتھ ساتھ' نفع عاجل کا بھی دم چھلا۔

رمضان کی برکتوں کا کیا کہنا اور پھر آخری عشرہ کی راتوں کی قدر و قیمت کا تو کوئی حساب ہی نہیں۔ لیکن انہی رحمتوں کی وسعت بیکریاں ملاحظہ ہو کہ عید عید کی رات کا شمار اجر و برکت کے لحاظ سے انہیں رمضان کی راتوں میں ہے۔ جو اس رات کو جاگا اس نے گویا اخیر رمضان ہی کی ایک اور رات کو پایا اور پھر یہ ارشاد بھی ایک سچے کی زبان سے ہو چکا ہے کہ عید کو تڑکے ہی سے فرشتے یہ صدا دینے لگتے ہیں کہ لوگو نماز کو چلو اور عبادت کو آمادہ ہو۔ فرشتوں

کی آواز بھلا ہمارے یہ مادی کان کیا سن سکتے ہیں، لیکن دل کے کان، ہوں نہ ہوں، اس آواز غیبی سے کچھ رابطہ ضرور رکھتے ہیں۔ جب ہی تو مشاہدہ ہے کہ نمازیوں کے پرے کے پرے عیدگاہ اور مسجدوں کو روانہ ہو رہے ہیں۔ جنہیں سال بھر بھی دو ٹکریں زمین پر لگانا نصیب نہیں ہوتیں، وہ آج خوشی خوشی دوگانہ پڑھنے آرہے ہیں اور بڑے بڑے نمبری بے غسلے، آج بغیر کسی کے ٹھیلے اور ڈھکیلے، خود ہی نہانے دھونے میں لگے ہوئے ہیں۔

عید کا صدقہ کس مقدار میں ہو، یہ تفصیل کسی فقہ کی کتاب میں دیکھ لیجئے یا کسی پڑھے لکھے سے پوچھ لیجئے۔ بہرحال تاکید اس کی آئی ہے کہ اسے نماز سے قبل ہی ادا کر دیا جائے۔ نہ ادا ہو تو خود رمضان کے روزوں کی مقبولیت ہی کے خطرہ میں پڑے جانے کا خطرہ ہے...... خالق تنہا اپنی عبادت سے راضی ہی کب ہوتا ہے، جب تک مخلوق کے بھی حق ادا نہ کر لئے جائیں۔

جن لوگوں کو رمضان کے روزے رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ خصوصاً چلچلاتی ہوئی دھوپ کے موسم میں اور پہاڑ سے لمبے دن میں، ان کے دلوں سے کوئی قدر روزانہ افطار کی پوچھے کس بے انداز مسرت وراحت کا وقت شام کا ہوتا ہے اور بندہ مومن مہینے کے تیسوں دن اس مسرت سے شادکام ہوتا رہتا ہے۔ عید کا دن کہنا چاہئے کہ سارے مہینے کی مسرتوں کا جامع اور لب لباب ہوتا ہے۔ جو بدنصیب روزہ کی سعادت ولذت سے محروم رہے، وہ آج کی مسرت بے انداز کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے جب عیش وعشرت کی مثال دینا ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ دن عید ہے اور رات شب برأت۔ یہ تو خیر نری شاعری ہے۔ شریعت نے ذمہ داری اور مسئولیت کا ضمیمہ بشر کے چھوٹے بڑے ہر عمل اختیاری کے ساتھ لگا رکھا ہے اور اس عارضی، فانی و بے ثبات دنیا میں کوئی ایک عمل بھی خالص عیش وعشرت کا رہنے ہی نہیں دیا ہے۔ یوم عید بھی اس قانون سے مستثنیٰ نہیں۔ آج احتساب کا دن ہے۔ مہینہ بھر کے حساب کتاب کا دن ہے۔ خوش نصیب ہے وہ جس کا کھاتا آج نیکیوں اور طاعتوں سے لبریز نظر آئے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین